

واقعات کا تسلسل اس حقیقت کو سمجھنے کیلئے کافی ہے کہ امریکہ کے لیے کویت صرف بہانہ ہے جبکہ اس کا اصل مقصد عراق کی فوجی قوت کو تباہ کر کے اسرائیل کو پیش خطرہ کو ختم کرنا اور خلیج میں تیل کے چشموں پر کنٹرول حاصل کرنا ہے، امریکہ یورپی قوت کے ساتھ ان مقاصد کی طرف بڑھ رہا ہے اور آج ۲۲ جنوری کے اخبارات میں امریکی وزیر دفاع ڈک چینی کا یہ اعتراف بھی شائع ہو چکا ہے کہ ”ہم عراق کی فوجی قوت کو مکمل طور پر تباہ کرنا چاہتے ہیں اور اس میں کئی مہینے لگ سکتے ہیں۔“

اس صورت حال میں اطمینان کا پہلو یہ ہے کہ پاکستان سمیت اکثر مسلم ممالک کی رائے عامہ پہلے سے زیادہ بہتر طور پر امریکی عزائم کا ادراک کر رہی ہے، عراق پر امریکی حملہ کے خلاف مظاہروں کا سلسلہ بڑھ رہا ہے، امریکی صدر کے پتلے نذر آتش کیے جا رہے ہیں اور عراقی صدر کی تصاویر دھڑ دھڑا کر فروخت ہو رہی ہیں مسلم ممالک میں امریکہ کے خلاف اور عراق کے حق میں مظاہروں کا یہ روز افزوں سلسلہ ہمارے نزدیک صدر صدام حسین کی حمایت سے زیادہ امریکہ کے خلاف نفرت کا اظہار ہے، یہ صدائے بازگشت ہے ان امریکی پالیسیوں کی جو گزشتہ نصف صدی کے دوران امریکہ نے عالم اسلام کے خلاف اختیار کیے رکھی ہیں اور یہ اعلان جنگ ہے ان امریکی عزائم و مقاصد کے خلاف جو عالم اسلام کو دبانے رکھنے کیلئے مستقبل کی امریکی منصوبہ بندی کی بنیاد بن چکے ہیں، لیکن مسلم ممالک کے حکمران اس وقت دو رہے پر کھڑے ہیں ایک طرف امریکی مفادات و عزائم ہیں اور دوسری طرف عالم اسلام کی پر جوش رائے عامہ ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ مسلم حکمران رائے عامہ کا احترام کرتے ہوئے امریکی مفادات کیساتھ اپنی وابستگی پر نظر ثانی کرتے ہیں یا امریکی مفادات کی خاطر اپنے ملک کے عوام کے پھرتے ہوئے جذبات کے آگے ایک بار پھر سنگینوں کا بند باندھنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں ہم تو اس مرحلہ پر دعا دے رہے ہیں کہ

مولائے کریم! مسلم حکمرانوں کو سمجھ اور ہدایت نصیب فرما، خلیج کے مسلمانوں کو مزید تباہی و بربادی سے بچا، عالم اسلام کو حقیقی اتحاد سے بہرہ ور کر اور دشمنوں کے شکنجے سے نکال اپنے جھگڑے آپس میں حل ہو کر
نمٹانے کی توفیق دے۔ آمین یا الہ العالمین۔



بقیہ: تعارف و تبصرہ

بڑھے والی جماعت نے کیا اس کی ہمہ گیری کوئی دوسری جماعت نہیں کر سکی۔ اس جماعت کے ایک عظیم پلوت، آزادی ہند کے بہادر مجاہد اور باکردار سیاسی و مذہبی رہنما حضرت مولانا عبید اللہ سندھی بھی گزرے ہیں۔ جن سے تاریخ کی بہت سی یادیں وابستہ ہیں اور ان کے حیرت انگیز کارنامے تاریخ میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ زیر نظر کتابچہ میں مولانا سندھی کی تاریخی انقلابی جدوجہد کی مختصر سرگزشت پیش کی گئی ہے جو اصحاب ذوق کے لیے مفید مطلب ہے۔

اجتماعی زندگی کا اسلامی مفہوم

از: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفر از خان صفدر

اگرچہ سینکڑوں ہی نہیں بلکہ ہزاروں مذہبی اور سیاسی مخلصانہ اور خود غرضانہ فتنے اس دھرتی پر ایسے برپا ہو چکے ہیں جن کا تصور کرتے ہوئے بھی جسم کانپ جاتا ہے قلم میں لغزش پیدا ہو جاتی ہے، بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور زبان کو طاقت گفتار نہیں رہتی جن فتن میں کئی ایک بندگان حرص و ہویٰ اجماع اُمت کے جادہ مستقیم کو چھوڑ کر ضلالت الغلو میں بھی چکے ہیں مگر بحمد اللہ تعالیٰ مجموعی حیثیت سے اس اُمت مرحومہ کا کبھی بھی ضلالت و گمراہی پر اجتماع نہیں ہوا اور بفضل اللہ تاقیامت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا دست قدرت و نصرت ہمیشہ سے اس جماعت پر رہا ہے اور منہ قیامت تک رہے گا۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ (المتوفی ۳۸ھ) کی روایت یوں آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

لا یجمع اللہ امتی علی ضلالۃ
ابدأ وید اللہ علی الجماعۃ
(مترک ج ۱ ص ۱۱۱)

اللہ تعالیٰ میری اُمت کو کبھی گمراہی
پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ
کا ہاتھ جماعت پر رہے گا۔

اسی مضمون کی روایت حضرت عبد اللہ بن عمرؓ (المتوفی ۳۳ھ) سے بھی آتی ہے (ترمذی ج ۲ ص ۲۹ و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۱ اور مترک ج ۱ ص ۱۱۱) اور حضرت انس بن مالکؓ (المتوفی ۹۳ھ) سے بھی مروی ہے۔ (مترک ج ۱ ص ۱۱۱)

غرضیکہ متعدد روایات اس پر پوری طرح روشنی ڈالتی ہیں کہ مجموعی لحاظ سے من حیث القوم یہ اُمت کبھی ضلالت پر جمع نہ ہوگی اور چودہ سو سال سے ربِّ قدیر کے فضل و کرم سے ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ اُمت مرحومہ حق پر ڈوٹی رہی ہے۔

بلاشک و شبہ مذہب اسلام نے جماعتی زندگی پر بڑا زور دیا ہے اور جماعتی زندگی کے ترک کو اسلامی زندگی کے ترک سے تعبیر کیا ہے جس کا نتیجہ سوائے خسران اور عذاب جہنم کے اور کیا ہو سکتا ہے ؟ (معاذ اللہ) اور حدیث من شذ شذ فی النار (ترمذی ج ۲ ص ۳۹ و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۱) کا یہی مطلب ہے اور دوسری حدیث میں واشکاف الفاظ میں رسول برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ :-

فانہ لیس احد یفارق
جو شخص بھی جماعت سے ایک بالشت
الجماعۃ شبرا فی موت
بھرا لگ ہوا اور اسی حالت میں اس
الامات میتہ جاہلیہ
کی وفات ہو گئی تو اس کی موت
(متفق علیہ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۱۹)

اور ظاہر ہے کہ ایسی زندگی اسلامی زندگی کے سراسر مخالف ہے کیونکہ اسلامی زندگی کی روح ہی یہ ہے کہ مومن کی حیات و موت اس کی عبادت اور نیک عمل صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لیے ہو اور بس۔ اس کا جو قدم بھی اٹھتا ہو۔ اپنے رب ذوالمنن کے شوق دیدار کے لیے اٹھے اور اس کے لبوں سے جب بھی کوئی بات نکلے تو صرف حق تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لیے، اور کیوں نہ ہو اس کو تو سبق ہی یہ ملا ہے :

قُلْ إِن صَلَوَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہے کہ اسلام کی نگاہ میں جماعتی زندگی کا معنی اور مطلب کیا ہے اور اسلام جماعتی زندگی کس زندگی کو کہتا ہے ؟ اسلامی تعلیم کی رُو سے جماعتی زندگی یہ نہیں کہ باہم مل کر تفریح طبع کے لیے کوئی کلب بنالیا جائے اور فرصت کے اوقات میں وہاں جمع ہو کر خوش گپیاں ہانکی جائیں اور دل کی اُمنگیں نکالی جائیں یا اتفاق کر کے کوئی اکھاڑا اور ورزش گاہ تجویز کر لی جائے جہاں صبح و شام اکٹھے ہو کر ورزش کی جائے یا کشتی لڑی جائے یا اصلاحی نام پر کوئی ادارہ یا انجمن بنالی جائے اور صلاح و مشورہ سے اپنے مزمعہ اور مفروضہ دنیوی اغراض و مقاصد کو بروئے کار لایا جائے یا کوئی کھٹی ترتیب دی جائے جس کے ذریعے دوٹوں کی دنیا میں اپنے مقصد نہاں کو عملی جامہ پہنایا جائے یا قرآن و سنت اور فقہ اسلامی سے مستغنی ہو کر اپنے خود تراشیدہ اور فائدہ ساز اصول کے تحت کوئی سوسائٹی وضع اور اختراع کر لی جائے جس میں ملکی اور قومی سیاسی اور اقتصادی

معاشی اور معاشرتی مفاد کو انجام دینے کی سعی اور کوشش کی جائے یا اسی قسم کی کوئی اور اجتماعی صورت اختیار کر لی جائے جس میں زندگی کے لائحہ عمل پر غور و خوض کیا جائے۔ اگرچہ ان تمام صورتوں میں نظر بہ ظاہر اجتماعی شکل تو موجود ہے لیکن اسلامی نقطہ نظر سے یہ اُس اجتماعی زندگی کا مصداق ہرگز نہیں جو اسلام کا مقصود و مطلوب ہے بلکہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ امت مسلمہ کی یک جہتی و اجتماع، اس کا اتفاق و اتحاد اور اس کا نظم و ضبط محض خدا تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کی خوشنودی کے لیے ہو۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کی پیروی کے لیے ہو، قرآن و حدیث کی سربلندی کے لیے ہو، خلافتِ راشدہ کے قیام اور اس کی بقا کے لیے ہو، سلف صالحین کے بہترین طرزِ زندگی کے اجبار کی لیے ہو، اور ملت کے ایک ایک فرد کی کوشش و کاوش، سعی و عمل، تپش و خلش اور سوز و گداز جو ان کے قلب عشقِ آمیز کی گہرائیوں سے ابھر کر لبِ آتش نواتک پہنچا ہو اور جس کی بدولت جذب و اثر کی دینار قص کرتی دکھائی دے، صرف اور صرف اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہو۔ کتاب و سنت کے لیے ہو۔ اسلام کی رفعت اور کامیابی کے لیے ہو جس وقت اور جس قدر یہ آرزو بلند اور پاکیزہ تھی اس وقت یہ امت مسلمہ اور اس کا ایک ایک فرد ہمہ تن رضائے خداوندی پیروی رسولِ رصی اللہ علیہ وسلم، اور تبلیغِ اسلام میں منہمک تھا۔ مگر ان کی تبلیغ و سعی محض زبان کی شیرینی اور قلم کی روشنائی ہی کی ہر نعمت نہ تھی بلکہ اس میں خونِ جگر کی سرخی اور دل کی سوزش بھی شامل تھی وہ باوجود اختلافِ استعداد کے اسلام کے صاف و شفاف چشمہ سے مستفید ہو کر سب عالم کو منور کرنے کے درپے تھے۔ ایک بجلی تھی جو سب میں کوند رہی تھی، ایک بے قرار روح تھی جو سب میں تڑپ رہی تھی، سیلاب کی طرح نہ ٹھہرنے والا دل تھا جس نے سب کو بے قرار کر دیا تھا۔ وہ بے سروسامان تھے مگر منظم حکومتیں اُن سے لرزتی تھیں، تاج و تخت کے مالک اُن سے تھراتے تھے۔ وہ تھوڑے تھے مگر غالب و منصور تھے وہ پیدل تھے مگر برقی رفتار تھے وہ بعض دفعہ اکیلے ہوتے مگر ہزاروں پر بھاری رہتے تھے۔ لہٰذا توحید کا جذبہ مخلوقِ خدا کی ہدایت و اصلاح کا ولولہ اور کائنات کی راہنمائی کی فکر ہر ایک قلب میں پیوستہ تھی جس کے سبب خدا تعالیٰ کے نام کی سربلندی، اطاعتِ رسول کا جذبہ، مخلوق کی صحیح ہمدردی اور ہر کام میں خدا تعالیٰ کی رضا طلبی کا جوش ان میں کام کر رہا تھا۔